

حلقے کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔

تشریح : اے غالب ! میں قید میں بھی بے قرار ہوں اور جو زنجیر میرے پاؤں میں ڈالی گئی ہے ، اس کی ہر کڑی میرے آتش زیر پا ہونے کے باعث اُس بال کی سی ہو گئی ہے ، جسے آگ چھو گئی ہو ، یعنی بالکل کمزور ہے اور میری بے قراری کو روک نہیں سکتی ۔

شاعر کی مراد یہ ہے کہ اگرچہ دنیا سے تعلق کی زنجیر میرے پاؤں میں پڑی ہوئی ہے ۔ لیکن میرا عشق ربانی اس قدر سُختہ ہے کہ وہ زنجیر مجھے حقیقی راستے سے روک نہیں سکتی ۔



جُز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار صحرا، مگر بہ تنگی چشم سود تھا
آشفگی نے نقشِ سوید کیا درست ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا
تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ جب آنکھ کھل گئی نہ زیاں تھا نہ سود تھا
لیتا ہوں مکتبِ غم دل میں سبقِ ہنوز لیکن یہی کہ ”رفت“ گیا اور ”بود“ تھا
ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برسنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا
تیشے بغیر مرنے سکا ، کوہکن اَسدا سرگشتہ خمارِ رسوم و قیود تھا

۱۔ لغات ۔ قیس : مشہور عاشق مجنوں کا اصل نام ، جو نجد کے قبیلہ عامر سے تھا اور یلی کے ساتھ محبت کے باعث عالمگیر شہرت پائی ۔ عام روایات کے مطابق اس کی ساری عمر بیابان کی خاک چھانٹنے میں بسر ہوئی ۔

بروئے کار آنا : نمایاں ہونا ۔ برسرِ کار آنا ۔